بسم اللہ الرحمن الرحیم

كلمة المدير

رمضان المبارک اور تزکیۂ نفس

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. (البقرة)

ماہ صیام اپنی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کے ساتھ سایہ فگن ہے۔ یہ مہینہ بے شمار خصوصیات کا حامل ہے جس میں قرآن نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدی ......الآیۃ۔ وہ ماہ مبارک جس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے فرمایا: لیلۃ القدر خیر من الف شھر ......الآیۃ۔ یہ وہ مہینہ ہے جو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ......الحدیث۔ غرض یہ کہ ماہ مبارک دیگر مہینوں سے زیادہ فضیلت والا ہے رمضان المبارک کے روزے ارکان اسلام میں سے ہیں۔ یہ ہر مسلمان عاقل، بالغ، مرد، عورت پر فرض ہیں، فرمایا: فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ......الآیۃ۔ روزے عبادت کا نقطہ عروج ہیں۔ یہ جسمانی اور روحانی، مالی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ محض عبادت نہیں بلکہ تزکیہ نفس اور طہارت کا بہترین ذریعہ ہے۔ روزہ انسانی فکر اور سوچ میں انقلاب پیدا کرتا ہے۔ قدم قدم پر اپنی حقیقت اور موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس کے صحیح اور غیر صحیح ہونے کا سوال اٹھاتا ہے۔ انسان میں تقویٰ پرہیزگاری کی خوبیاں پیدا کرتا ہے۔ اور اس پر چھوٹی چھوٹی پابندیاں لگاتا ہے۔ جھوٹ فریب، غیبت، گالی گلوچ، یاوہ گوئی، بیہودہ گفتگو، فضول لطیفوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے لیکن اگر کوئی روزے کی حالت میں ان محرمات سے نہ بچے تو پھر اس کا روزہ محض بھوک پیاس برداشت کرنے کی ایک مشق ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ......الحدیث روزہ انسان کا ایسا تزکیہ کرتا ہے کہ اس سے نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ روزے کی حالت میں انسان اپنی خواہشات کو قربان کرتا ہے اور رضائے الٰہی کیلئے بھوک پیاس برداشت کرتا ہے۔ ایک مہینہ ایسی مشق ہوتی ہے کہ انسان صبح سے شام تک ایک خاص کیفیت میں رہتا ہے۔ نماز باجماعت کی پابندی، تلاوت، ذکر واذکار، صدقہ وخیرات نیکی اور بھلائی کی باتیں، غرض کہ ان اعمال کو بار بار کرتا ہے۔ وہ لوگ جو اخلاص اور محبت کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف اسے شرف قبولیت سے نوازتے ہیں بلکہ آئندہ کیلئے بھی اسے توفیق خاص سے نوازتے ہیں۔ اس لئے رمضان المبارک کے روزوں سے جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کے امیدوار ہیں وہاں اس ماہ مبارک کو اپنے نفس کے تزکیہ کا ذریعہ بھی بنائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اپنی عادات اور خصلتوں کو بدلنے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ رمضان المبارک کے اصل مقصد کو پاسکیں یہ مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے اگر اس میں محروم رہے تو ہم سے بڑھ کر بدنصیب کون ہوگا۔ لہٰذا ہمیں دعا بھی کرنی چاہئے اور کوشش بھی کہ اللہ کریم ہماری نیک مرادیں پوری فرمائے۔ آمین

دینی مدارس اور مغربی معاشرہ

ابتداء اسلام سے ہی دینی مدرسہ وجود میں آ گیا تھا۔ مکہ مکرمہ میں ''دار ارقم'' کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت نبی اکرم ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتی رہی۔ اور یہ سلسلہ ہجرت تک جاری رہا۔ ہجرت کے بعد مسجد نبوی الشریف کا ایک کونہ اصحاب صفہ کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ جہاں زیر تعلیم صحابہ کرام براہ راست رسول اکرم ﷺ سے کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جوں جوں فتوحات ہوئیں اور اسلامی حدود وسیع ہوتی گئیں مدارس میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ عہد بنوامیہ میں دمشق علمی مرکز بنا، جبکہ بنوعباس کے دور میں بغداد کو مرکزیت حاصل ہوئی۔ اندلس میں بنوامیہ کی سلطنت قائم ہوئی تو قرطبہ اہل علم کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس کے ساتھ ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ یا مکتب لازمی قرار دیا گیا۔ انہی مدارس سے طلبہ پڑھ کر بڑی جامعات میں پہنچتے اور اعلیٰ تعلیم مکمل کرتے۔ یہی لوگ حکومت سازی اور جہاں بانی میں مرکزی کردار ادا کرتے تھے۔ انکا نصاب

تعلیم بہت سادہ اور اسلامی علوم پر مشتمل ہوتا تھا۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اندلس میں جاری یہی مدارس یورپ میں بیداری کا سبب بنے اور وہاں کے لوگوں نے بھی پڑھنا شروع کیا۔ یورپ کے علمی انقلاب میں اندلس کے مدارس کا کلیدی کردار ہے۔

دینی مدارس کا یہ تسلسل مغلیہ دور کے اختتام تک ہندوستان میں بھی جاری رہا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں جب انگلستان کی سامراجی قوت نے برصغیر پر قبضہ کیا تو انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق ایک نیا تعلیمی نظام متعارف کرایا۔ جسے لارڈ میکالے نے ترتیب دیا تھا۔ پھر ان اداروں میں پڑھنے والوں کو سرکاری ملازمتوں سے نوازا جانے لگا۔ اس طرح برصغیر میں دو متوازی تعلیمی نظام قائم ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ خود حکومت اس نظام کی اصلاح کرتی اور کوئی ایسا راستہ نکالا جاتا کہ دونوں نظام یکجا ہو جاتے لیکن حکومت کی عدم توجہگی سے دونوں نظام چل رہے ہیں۔ اب جبکہ اس عمل کو جاری ہوئے عرصہ گزر چکا ہے، دینی مدارس کا اپنا نصاب اور نظام تعلیم ہے جو کہ بنیادی طور پر دینی ضرورت کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ بڑی خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ اس کے باوجود مدارس میں عصری تعلیم کا خصوصی اہتمام پایا جاتا ہے۔ دینی علوم کے ساتھ میٹرک، ایف۔ اے، اور بی۔ اے تک طلبہ کو تیاری کروا کے امتحانات دلوائے جاتے ہیں اکثر مدارس میں یہ نظام موجود ہے اور دینی مدارس کے طلبہ زندگی کے تمام شعبوں میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ اہل مغرب میں دینی مدارس کے بارے میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے اور وہ دینی مدارس کو نہ جانے انتہا پسندی اور دہشت گردی کے مراکز کیوں سمجھتے ہیں خصوصاً وہاں کے دانشور اہل فکر اعلیٰ عہدوں پر فائز بعض شخصیات اس بدگمانی کا شکار ہیں اور جب بھی کسی پاکستانی ذمہ داروں سے ملتے ہیں یا پاکستان آتے ہیں تو ان کا پہلا سوال دینی مدارس کے حوالے سے ہوتا ہے۔ ان کی شدید خواہش ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح ان کا نصاب تعلیم تبدیل کروا دیں یا حکومت انہیں بند کر دے۔

لندن میں ہونے والے دھماکوں میں بغیر ثبوت دینی مدارس کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ اور برطانوی وزیر اعظم نے بھی دینی مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ وہاں کے بعض عہدیداروں نے بھی وزیر اعظم کی تقلید میں الزامات لگائے۔ اسی طرح فرانس کے صدر شیراک اور جرمنی کے چانسلر نے بھی دینی مدارس کو ہی نشانہ بنایا۔

اب حال ہی میں یہودی کانگریس سے صدر مملکت نے خطاب کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی تو جس میں ایک سوال دینی مدارس کے نصاب کے حوالے سے تھا وہ لوگ اس نصاب سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ جلد از جلد اسے تبدیل کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کمال اتاترک کو عظیم لیڈر قرار دیا جس نے ترکی کو سیکولر جمہوریت میں تبدیل کیا۔ اور جنرل پرویز مشرف سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو روشن خیال اور اعتدال پسندی کے نظریئے کے مطابق تبدیل کریں۔ اس میں دینی مدارس بڑی رکاوٹ ہیں۔ لہٰذا جب تک اسکا نصاب تبدیل نہیں ہوتا۔ پاکستان کا سیکولر سٹیٹ بننا ایک خواب ہے۔

مغربی معاشرہ آج جس اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے اس کا بنیادی سبب دینی تعلیم کا فقدان ہے کیونکہ ہر مذہب کے اندر کچھ نہ کچھ اخلاقی اقدار ہوتی ہیں۔ لیکن جب مذہب کو تمام شعبوں سے الگ کر دیا جائے تو اسکا حال وہی ہوتا ہے جو آج مغربی معاشرے کا ہے۔ وہ لوگ بذات خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ اور انتہائی بے بسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مذہب سے دوری کا نتیجہ ہے کہ معاشرہ اپنی شناخت کھو دیتا ہے لہٰذا یہی عمل وہ ہمارے ہاں دہرانا چاہتے ہیں تاکہ مسلم معاشرہ بھی اخلاق باختہ ہو جائے اور اپنی اصل شناخت کھو دے۔ اس ضمن میں دینی مدارس کا کردار بہت نمایاں ہے اور پاکستان میں اسلامی تشخص کا تحفظ دینی مدارس کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ جس قدر یہ مدارس مضبوط ہونگے اس قدر ہی اسلامی اقدار اور ثقافت کو تحفظ حاصل ہوگا۔

یہاں ہم اہل مغرب کو بھی یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ دینی مدارس سے خوفزدہ نہ ہوں یہ مدارس کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ نہایت پرامن طریقے سے تعلیم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ دنیا میں امن ہو۔ تاکہ ہم سب مکمل تحفظ اور سلامتی کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

مغربی معاشرے کے تمام اہل علم، دانشور اور مفکرین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ حقیقت کا ادراک کریں اور بلاوجہ الزامات لگانے سے اجتناب کریں۔ یہ ان کے مقام اور مرتبے کے منافی امر ہے کہ وہ بغیر دلیل کے کوئی بات کریں۔

ہم یہاں حکومت وقت سے بھی درخواست کریں گے کہ اگرچہ وہ بیرونی پلیٹ فارم پر مدارس کا تحفظ کرتے ہیں لیکن پاکستان میں بھی عملی طور پر ایسے اقدام اٹھائیں جن سے بیرونی دنیا کو یہ احساس ہو کہ دینی مدارس حقیقتاً اصلاح احوال اور تعلیمی سرگرمیوں کیلئے مفید ادارے ہیں۔ اور جن کے وجود سے امن کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔

امید ہے تمام متعلقہ حضرات اس پر غور فرمائیں گے۔